ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ چار آنے

شہیدِ کربلا

عبدالغفور ریاض فورٹ سنڈیمن

اے شہیدِ کربلا سرمایۂ صدق و وفا
رحمتیں تیرے تصدق صورتِ بادِ صبا
اس فقید المثل قربانی پہ حق کو ناز ہے
سر کٹا کے تو نے حق کا بول بالا کر دیا
رشک ہے جبریلؑ کو اس جذبۂ ایثار پر
محوِ حیرت ہیں ملائک اور سارے انبیاءؑ
عشق کی تفسیر ہے اسلام کی تقدیر ہے
زبدۂ ختم الرسلؐ، فخرِ علیؓ المرتضےٰؓ
سطوتِ باطل کے ایوانوں کو کر دے سرنگوں
ہے ریاض اس دور میں ایسا کوئی مردِ خدا؟
حافظِ دینِ متیں کوئی نہیں اس دور میں
آج مسلم کو ہوس نے پارہ پارہ کر دیا
"شہپرِ زاغ و زغن دربندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند"
پھر زمانے کو ضرورت ہے کسی شبیرؑ کی
ریگ زارِ کربلا سے آ رہی ہے یہ صدا
عرض کرنے کو زباں رکھتا نہیں اقبالؒ کی
ان کے ہی الفاظ میں کہتا ہوں اپنا مدعا
"وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا"



چشم ہے بے نم قلب ہے ناپاک
نگہِ کرم اے مالکِ افلاک
پستی ہے اپنی ذرّوں سے کم تر
تیری بلندی بیرونِ ادراک
فکر کی لہریں لرزاں و ترساں
موجِ محبت اک سیلِ بے باک
بہہ گئے عقل و ہوش و خرد سب
عشق کی رو میں مانندِ خاشاک
تیغ برہنہ، مردِ مجاہد
مردِ مجاہد، وارثِ لولاک
نورِ سراپا آدمی خاکی
غافل نہیں یہ ایک کفِ خاک

انوار قریشی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد (۶) | ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء | شمارہ (۱۰)

مقابلہ حسن

غلامی کی ابتداء کسی کمزور اور بے عمل قوم کے ادبار و زوال کی پہلی منزل آزادی کا سلب ہونا اور طوق غلامی گلوگیر ہونا ہوتا ہے۔ اگر ان قدرتی تازیانوں سے وہ فائدہ اٹھا کر جادہ حق پر چلنا شروع کرے تو وہ بہت جلد تلافی مافات کرکے ابھرنا شروع کر دیتی ہے۔ لیکن اگر غلامی کے جراثیم اس کے دل و دماغ پر مستولی ہو جائیں۔ تو طلوع ہونے والا ہر سورج اس کے لئے ذلت و رسوائی کا نیا پیغام لاتا ہے۔ ایسی قوم اپنی قومی خصوصیات اور مذہبی روایات ایک ایک کرکے چھوڑتی جاتی اور حکمران قوم کی تہذیب میں فنا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جب اس کے اندر سے جذبۂ عزت و نفس اور احساس خودی بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دراصل وہ پرانی قوم باقی نہیں رہتی۔ نسلی طور پر وہی سہی، نام بھی اسی طرح کے سہی، لیکن عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق کے لحاظ سے وہ مسخ ہو کر دوسری قوم بن جاتی ہے۔ اسی مضمون کو اکبر مرحوم نے خوب ادا کیا ہے ؎

نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسیں اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں نہ گیسو میں یہ خم ہونگے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب کے کم ہونگے

غلامی کی آخری منزل اس لعنت غلامی کی آخری منزل یہ ہوتی ہے کہ آدمی اپنے سچے مذہب سے بیگانہ ہو کر اس کی روح پرور تعلیمات کے مقابلہ میں حکمران قوم کی انسانیت کش اور حیاسوز اعمال و روایات کو اپنانے لگتا ہے۔ متحدہ ہندوستان یعنی پاکستان و ہندوستان کے باشندوں کی ایک بھاری تعداد انگریز کی غلامی کے دور میں اس اسٹیج پر پہنچ چکی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل یہ ہوا کہ بیدار عوام کی بے پناہ قوت کے سامنے انگریز اور اس کے حواریوں کی دال نہ گلی اور بالآخر اس کو یہاں سے بیک بینی و دوگوش نکلنا پڑا ——!

آزادی کے بعد مگر افسوس کہ حصول آزادی کے بعد ہمارے ارباب اقتدار کی نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گم کردگان راہ ہدایت اور دلدادگان تہذیب مغرب نے اپنے دل کے ارمان نکالے۔ اپنے آنجہانی آقائے فرنگ کی یاد میں انھوں نے یورپ کی ہر بے حیائی کو قبول اور ہر بے غیرتی کو اپنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انہی آبرو باختہ اصحاب کی نحوست ہے کہ ملک کی اخلاقی قوت کمزور اور مشکلات میں روزافزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اسلامی شرم و حیاء شرم و حیاء ایک اعلیٰ انسانی صفت ہے۔ جس کی وجہ سے ہر آدمی آدمیت کے مختلف بندھنوں میں جکڑا اور بہیمانہ عادات سے بچا رہتا ہے۔ حیا نہ ہو تو پھر جو چاہے کرے۔ اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ۔ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔ اسلامی تعلیمات نے اس انسانی جوہر کو چار چاند لگائے۔ مردوں کو گھٹنے ننگے کرنے سے روک دیا۔ بلا اطلاع کسی گھر میں جانے پر پابندی لگا دی، نامحرم عورت کو بلا ضرورت شرعی دیکھنا گناہ قرار دیا، شہوت، بداخلاقی اور جنسی جذبات کو ابھارنے کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ کسی غیر عورت کے حسن و جمال کے تذکرے تک کو روکا ——! نامحرموں کو تنہائی میں اکٹھا ہونے کو جرم قرار دیا، شراب کو حرام کر دیا۔ مستورات کو باپردہ رہنے کا حکم دیا اور خوشبو لگا کر باہر جانے اور زیب و زینت کی نمائش کو ممنوع قرار دے کر ایک ایسی سوسائٹی پیدا کی۔ جس کی نگاہ پاک، دل پاک اور جوارح بھی پاک تھے۔

اسلامی سوسائٹی یہ فرشتہ خصلت سوسائٹی قدسیوں کی جماعت تھی اور دنیا ان پر انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہونے کا گمان کرتی اور ان کی فتوحات اور مسلسل نصرۃ الٰہیہ کا واحد سبب ان کے اسی تقدس اور خوف خدا کو سمجھتی تھی۔

اگرچہ بعد میں زمانہ میں تبدیلیاں آئیں لیکن ایسا کوئی قرن نہیں گزرا جس میں اس رنگ میں رنگی ہوئی ہزاروں ہستیاں موجود نہ رہی ہوں حتیٰ کہ شاہان اسلام کی ایک بڑی تعداد بھی ان صفات و اخلاق کی حامل تھی۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز جنازہ دہلی کے سلطان شمس الدین التمش نے اسی لئے پڑھائی کہ خواجہ صاحب قدس سرہٗ کی وصیت کے مطابق عمر بھر میں نماز اشراق اور تہجد ناغہ نہ کرنے والے اور پاک نگاہ کے مالک وہی تھے۔

بُرا ہو غلامی کا اور لعنت ہو یورپ کی اندھی تقلید پر کہ آج ہمارے پیارے وطن میں وہ وہ کرتوتیں سنی اور دیکھی جاتی ہیں جن سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کوئی ایک بات نہیں ننگے ناچ، شراب خوری، جنسی آوارگی، جوئے اور سود کی بعض صورتوں کو جزو معیشت بنا لیا گیا برتھ کنٹرول بھی آیا۔ اور

حسن کا مقابلہ اب مقابلہ حسن کا نمبر ہے۔ اخبارات میں اطلاع چھپی ہے کہ آئندہ اکتوبر میں مس پاکستان کا مقابلہ حسن منعقد ہوگا اور جو لڑکی مس پاکستان منتخب ہوگی (یعنی مقابلہ حسن و جمال میں اول آئے گی) اس کو مس ورلڈ (دنیا بھر میں اول نمبر کی حسینہ) کے مقابلہ حسن کے لئے لندن بھیجا جائے گا۔ حسینۂ عالم کے انتخاب کا مقابلہ لندن میں ۸ نومبر کو ہونے والا ہے۔ مس پاکستان منتخب ہونے والی کو مختلف صورتوں میں انعامات دیئے جائیں گے جن کی مجموعی قیمت بارہ ہزار روپے ہوگی"۔ یہ ہے غلامانہ ذہنیت اور خود فراموشی کی انتہا۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

ہم معزز حکومت پاکستان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ادائے فرض کے طور پر کم از کم فحش و بے حیائی کے اس شرمناک مظاہرے کو ممنوع قرار دے کر امت کو سنبھالنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی امداد کرے گا۔ جو اس کے دین کی امداد کریں گے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

رات کو ذکر الٰہی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُ الشَّیْطٰنُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَۃٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ تَوَضَّا انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گرہ لگاتا ہے شیطان جبکہ تم میں سے کوئی سوتا ہے اس کی سر کی گدی پر تین گرہ اور ہر گرہ پر (یعنی سونے والے کے دل میں) یہ بات ڈالتا ہے کہ رات بہت بڑی ہے۔ پس تو سوتا رہ۔ پھر اگر وہ سونے والا جاگ اٹھتا ہے اور خدا کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو اس کی ایک اور گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور وہ خوش اور بشاش ہو جاتا ہے اور اگر وہ نہ جاگا اور ذکر خدا نہ کیا۔ تو وہ اس حالت میں صبح کو اٹھتا ہے۔ کہ سست نہ کاہل اور پلید ہوتا ہے

تہجد کی نماز سے پہلے کا ذکر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ اَبُوْدَاؤدَ بَعْدَ قَوْلِہٖ غَیْرُکَ ثُمَّ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثًا وَفِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ ثُمَّ یَقْرَءُ

ترجمہ۔ ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ پھر کہتے اللہ اکبر کبیرا اور اس کے بعد کہتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ (ترمذی ابوداود ونسائی اور ابوداؤد نے غیرک کے بعد یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ کہ پھر آپ یہ فرماتے۔ لا الہ الا اللہ تین مرتبہ

حضورؐ کی عبادت کا بیان

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ لِمَ تَصْنَعُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اس قدر طویل قیام کیا۔ کہ آپ کے پاؤں پر ورم ہو گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

رات کو ذکر الٰہی نہ کرنیکی برائی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَہٗ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ ذٰلِکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطٰنُ فِیْ اُذُنِہٖ اَوْ قَالَ فِیْ اُذُنَیْہِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حضورؐ میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات بھر پڑا سوتا رہتا ہے۔ اور صبح تک نہیں اٹھتا اور نہ نماز کو جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے۔ یا آپ نے یہ فرمایا۔ کہ شیطان اس کے دونوں کانوں میں پیشاب کرتا ہے۔

رات کو ذکر الٰہی کا ثواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْہِ یَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترتا ہے پروردگار بزرگ روزانہ رات کے وقت دنیا کے آسمان پر جبکہ باقی رہتی ہے آخری تہائی رات اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے مانگے۔ تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کروں۔ کون ہے جو مغفرت چاہے مجھ سے اور بخش دوں اسکو (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر خداوند تعالےٰ کھولتا ہے اپنے لطف اور رحمت کے ہاتھوں کو اور کہتا ہے کون ہے جو قرض دے ایسے شخص کو جو نہ تو فقیر ہے اور نہ ظالم۔ صبح تک خداوند تعالےٰ یہی فرماتا رہتا ہے

رات کی ایک نیک ساعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رات میں ایک ساعت ہے۔ اگر اسمیں کوئی مسلمان دین و دنیا کی بھلائی کی دعا مانگے تو خداوند تعالیٰ اسکو عطا فرما دیتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

خطبۂ نماز جمعۃ المبارک ۱۳ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ رجولائی سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور سلام پڑھنے کا ثواب

کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ سورۃ الاحزاب ع ۷ - پ ۲۲

پہلی حدیث شریف

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ یَذْکُرْ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْمَوْضِعَیْنِ - ترجمہ - عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ کہا میں کعب بن عجرہ سے ملا۔ پس کہا۔ کیا نہیں ایک ہدیہ نہ دوں۔ جسے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ہاں وہ ہدیہ مجھے دو۔ پس کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ کیسے ہوتی ہے صلوٰۃ آپ پر اے اہل بیت۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا۔ کس طرح آپ پر سلام پڑھا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

دوسری

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (متفق علیہ) ترجمہ - ابی حمید الساعدی سے روایت ہے۔ فرمایا - لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کس طرح ہم آپ پر درود شریف پڑھیں پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تیسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ مسلم) ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجیگا۔

چوتھی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئٰتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجٰتٍ۔ (رواہ النسائی) ترجمہ - انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ اور دس گناہ اس کے معاف کر دے گا۔ اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کے باعث دس درجے اس شخص کے بلند کر دے گا۔

پانچویں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (رواہ الترمذی) ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا۔ جو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا تھا۔

چھٹی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (رواہ النسائی والدارمی) ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے تحقیق اللہ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ میری امت میں سے جو سلام پڑھے اس کا سلام مجھے پہنچا دیتے ہیں۔

ساتویں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰٓی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ رواہ

اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر جب مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔ یہانتک میں اس پر سلام کو لوٹاتا ہوں۔ (یعنی جواب دیتا ہوں)

آٹھویں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَکَ عِنْدَہٗ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ اَوْ اَحَدُھُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ (رواہ الترمذی) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے مٹی میں رگڑی جائے اس شخص کی ناک جس کے پاس میرا (نام) ذکر کیا گیا۔ پھر اس نے درود شریف نہیں پڑھا۔ اور مٹی میں رگڑی جاوے اس شخص کی ناک جس نے اپنے دونوں ماں باپ بڑھاپے میں پائے یا ایک ان دونوں میں سے (یعنی بڑھاپے میں پایا) پھر انہوں نے اس کو بہشت میں داخل نہیں کرایا (یعنی اُنکی خدمت کرتا۔ وہ دعائیں دیتے اور یہ بیٹا بہشت میں جاتا

نویں

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا (رواہ النسائی والدارمی) ترجمہ ابی طلحہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آئے اور آپ کے چہرے پر بشاشت کے آثار تھے۔ پھر فرمایا تحقیق شان یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے۔ پھر فرمایا تحقیق تیرے رب نے فرمایا ہے۔ آیا تجھے یہ بات پسند نہیں آتی۔ اے محمدؐ کہ نہیں درود (شریف) پڑھے گا تیری اُمت میں سے کوئی بھی تجھ پر۔ مگر میں اس پر رحمت بھیجوں گا۔ دس مرتبہ۔ اور نہیں سلام کریگا تجھ پر کوئی ایک تیری امت میں سے مگر میں اس پر سلام بھیجوں گا دس مرتبہ۔

دسویں

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ علی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ شخص ہے کہ میرا ذکر اس کے روبرو کیا جائے (یعنی میرا نام لیا جائے) اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

گیارھویں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف میری قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے۔ میں اس درود شریف کو سنتا ہوں اور جو شخص دُور کسی اور جگہ پڑھے تو وہ درود شریف مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

الحاصل

اس حدیث سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور میں جو درود شریف پڑھا جائے وہ تو سنتے ہیں اور جو دُور سے پڑھا جائے وہ نہیں سنتے اور فرشتے لاکر پہنچاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ تعالےٰ تو ہر جگہ موجود اور حاضر اور ناظر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور ناظر نہیں ہیں۔ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہونا فقط ایک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا خاصہ ہے۔

بارھویں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَلَائِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ فرمایا۔ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے ستر مرتبہ دعاء رحمت اس کے حق میں کرتے ہیں

تیرھویں

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (رواہ احمد) رویفع سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صل علی محمد اور کہا اللھم انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو چکی ہے (یعنی اس کے لئے ضرور شفاعت کرونگا۔

چودھویں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ تَوَفَّاہُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَہٗ فَقَالَ مَا لَکَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ اَلَا اُبَشِّرُکَ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ لَکَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلٰوۃً صَلَّیْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَیْکَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ (رواہ احمد) ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ یہانتک داخل ہوئے کھجوروں کے ایک باغ میں۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر سجدہ کو بہت لمبا کیا۔ یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وفات کرا دی ہو کہا پھر میں آیا کہ دیکھوں میں۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا۔ پھر فرمایا تیرا کیا معاملہ ہے۔ پھر میں نے اپنا خیال آپ سے ذکر کیا۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا تحقیق جبرئیل علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ میں آپؐ کو خوشخبری نہ دوں۔ تحقیق اللہ عزوجل آپؐ سے فرماتا ہے جو شخص تجھ پر صلوٰۃ پڑھیگا میں بھی اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص تجھ پر سلام بھیجے گا۔ میں بھی

(باقی صفحہ کالم ۱ کے نیچے)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

حرام کھانے سے طبیعت میں غفلت پیدا ہوتی ہے

پہلی چیز ایک خوشخبری بیان کرنا چاہتا ہوں جو پہلے اپنے احباب کو کئی مرتبہ سُنا چکا ہوں۔ کیونکہ ہر مجلس میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اشارۃً وہ خوشخبری دہراتا ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کر رہے ہوں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنیوالوں کو پا لیتے ہیں۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو پکار کر بلاتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی سننے اور ذاکرین سے ملنے کے لیے) اس کی مثال یوں سمجھئے) کہ جس طرح کوئی جانور گم ہو جائے اور پھر مل جائے تو زمیندار دوسروں کو بلاتے ہیں کہ آیئے آیئے بیل یہاں ہے پھر وہ فرشتے اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ وہ فرشتے ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے بارگاہ الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتے نور سے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی بوجھ نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا

دُعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے اور ہم سب کو بخش دے اور ہمیشہ مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجلس ذکر میں شامل ہونے کے لیے میری جماعت کے آدمی بہت دُور دُور سے آتے ہیں۔ جس طرح لوگ میلہ دیکھنے جاتے ہیں۔ ایک حکیم صاحب مجلس ذکر میں شامل ہونے کے لئے جہلم سے آتے ہیں۔ چالیس پچاس میل کے اندر اندر اتنا بڑا حلقہ ذکر کہیں نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ للّٰہیت سے اس حلقہ میں شامل ہونیکی توفیق عطا فرمائے آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی قیامت کے دن ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کا پاک نام ہی ہم سب کو کھینچ کر لاتا ہے۔ اور ملا کر بٹھاتا ہے۔ قیامت کے دن یہی دوستی کام آئے گی۔ آپ گوشت اور سبزی فروش کے پاس گوشت یا سبزی خریدنے کے لئے جاتے ہیں۔ محبت کی وجہ سے نہیں جاتے۔ البتہ یہاں جو احباب حلقۂ ذکر میں آتے ہیں۔ محبت سے آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کی آمد کو ذریعہ نجات بنائے اور اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بعض اوقات

آدمی کہتا ہے۔ یاربّ یاربّ۔ مگر اس کا کھانا حرام ہوتا ہے۔ اس کا پینا حرام ہوتا ہے۔ غذا حرام۔ لباس حرام تو اسکی دعا کیسے قبول ہو؟ قبولیت دعا کے لئے کھانا پینا گذر اوقات کا حلال ہونا شرط ہے اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ میں دُعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے دُعا کرتا ہے۔

حتی الوسع

آمدنی کے حرام ذرائع سے اپنے آپ کو بچایئے۔ اگر آپ کسی کو ڈرا دھمکا کر اس سے با دلِ ناخواستہ اس کا مال چھین کر لے گئے تو اللہ تعالےٰ سب دیکھتا ہے وہ تم کو سزا دے گا۔

انگریز کے دور حکومت میں افسران کو ماتحت ہوٹلوں میں ٹی پارٹیاں دیا کرتے تھے اور پانچ سو آدمیوں کے کھانے پر بحساب دس روپے فی کس کم و بیش پانچہزار روپے اُڑ جاتے تھے۔ کیا پارٹی دینے والے اتنی رقم اپنا پیٹ کاٹ کر خرچ کرتے تھے یا اپنی تنخواہ سے خرچ کیا کرتے تھے اور ان پارٹیوں میں بڑے بڑے خان بہادر اور دوسرے لوگ ہوتے تھے۔ یہ پارٹیاں محض ریاکاری (دکھلاوے) اور کسی کے شر سے بچنے کے لئے دی جاتی تھیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ انسان کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جاتی ہے۔ یہ ان کو شریر سمجھتے تھے۔ اور اُن کے شر سے بچنے کے لئے ٹی پارٹیاں دیتے تھے۔ انگریز کے وقت میں ٹی پارٹیاں ماتحت دیتے تھے۔ پانچ دس ہزار روپے کا خرچ کیا تنخواہ سے کاٹ کر کرتے تھے۔

بقیہ خُطبہ صفحہ ۶ سے آگے

اس پر سلام بھیجوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (رواہ الترمذی) ترجمہ۔ عمر بن الخطاب رضؓ سے روایت ہے۔ فرمایا تحقیق دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ کوئی چیز اوپر نہیں چڑھ سکتی یہاں تک کہ تو اپنے نبی پر صلوٰۃ پڑھے۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو خواہ عورت یا مرد ہو۔ درُود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ میرے بھائی بہنوں کی اس کثرت کے باعث نجات ہو جائے اور میری بھی نجات ہو جائے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ الدال علی الخیر کفاعلہٖ اور درود شریف کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔

تعلق باللہ درست رکھنے کیلئے لباس خوراک سب پاک رکھا کیجئے!

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ اپنا حساب کتاب ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لو۔ یہ سوچنے کی باتیں ہیں کہ میری آمدنی کیا ہے۔ کس کو کھلاتا ہوں۔ کیوں کھلاتا ہوں۔ اپنا محاسبہ خود کرو۔ قبل اس کے کہ خدا تعالےٰ تم سے حساب لے۔ حدیث قدسی میں اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا بندہ جیسا مجھ میں گمان کرے گا۔ میں ویسا ہی معاملہ اس سے کروں گا۔

بظاہر زبان سے انسان نہیں مانتا۔ مگر اس کا

دل مانتا ہے

کہ میں حرام کھاتا ہوں۔ اہل علم سمجھیں گے اَکْلُ مَالَ الْغَیْرِ بِلَا رِضَاہٗ حَرَامٌ دوسرے کی رضامندی کے بغیر مال کھانا حرام ہے۔ حرام کے معنی صرف سؤر اور کتا نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹ بولنے سے بھی سارا مال حرام ہو جاتا ہے۔

ایک دوکاندار ہے۔ اس نے سودا جھوٹ بول کر فروخت کیا۔ گاہک کہتا ہے کیسے دوگے۔ یہ کہتا ہے چھ آنے سیر دونگا کم نہیں لونگا۔ خدا کی قسم میں نے خود چار آنے سیر خریدا ہے۔ مگر درحقیقت اس نے تین آنے سیر خریدا تھا۔ ایک آنہ سیر جھوٹ بولا اور سب حرام کر دیا۔ دو روپے حلال کے اور ڈیڑھ روپیہ حرام کا مل کر سارا حرام ہو جائے گا۔ بکری کا کچھ حلال گوشت کتے کے کچھ حرام گوشت سے ملا کر پکانے سے سب حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح جھوٹ بول کر کھانا بھی حرام ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو جھوٹ سے بچتے ہیں۔ مالِ حرام سے بچتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں میں

مذہبی تعلیم

نہیں رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دوکاندار بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ بے ایمانی کرتے ہیں۔ پہلے لوگ اگر جرم کرتے تھے تو ان کو سزا ملتی تھی۔ ان میں خوفِ خدا تھا۔ سعودی عرب میں اب بھی سزا ملتی ہے۔ سعودی حکومت نے جھوٹ بولنے والے صرافوں کے

ہاتھ کٹوائے

تو سب کے کان کھڑے ہو گئے کہ اب کون جھوٹ بول کر ہاتھ کٹوائے

خود بیٹھ کر سوچا کیجئے۔ زبان جھوٹ بولتی ہے۔ ضمیر صحیح راہنمائی کریگا کہ کتنا حلال کمایا ہے اور کتنا حرام ملایا ہے۔ آپ حرام کھائینگے تو دل کبھی نہیں کہے گا کہ حلال کھایا ہے۔ مسلسل حرام کھائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے دروازہ سے رد کر دے گا۔ حرامخوری کے باعث بے دینی پھیلتی ہے۔ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں مرد بھی نہیں آتے اور سینما میں عورتوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ کوئی موٹر پر جاتا ہے۔ کوئی سائیکل پر۔ کوئی ٹانگہ میں کوئی پیدل۔ مسلسل گناہوں کے باعث نیکی کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر آپ چاہیں کہ نیکی کی توفیق ہو تو حلال کھائیں۔ حلال پیئیں اور ہر معاملہ میں احتیاط رکھیں اگر کھانا حرام کا ہوگا۔ پینا حرام کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے دروازہ سے دور کر دیتے ہیں۔ دیکھئے حلال کا رزق کھائینگے تو نیکی کی توفیق ملے گی۔ جب کبھی کوئی شخص آ کر مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ نماز میں لذت نہیں آتی تو میں فوراً کہہ دیتا ہوں کہ حرام کا مال کھایا ہوگا۔ لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہوتی ہیں۔ چاول حرام۔ گھی حرام دودھ حرام۔ بھینس اگر غیر کے کھیت سے چارہ کھا کر آئی ہے تو کیا اس کا دودھ حلال ہوگا؟ مکھن حلال ہوگا؟ اکثر مسلمانوں میں خوف خدا نہیں ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ کرتے ہیں۔ کھوٹی چیز کو کھری کہہ کر فروخت کرتے ہیں۔ تمہیں حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے تمیز اللہ والوں کے پاس بیٹھ کر آتی ہے میں نے چالیس سال اللہ والوں کی جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے تب جا کر یہ تمیز حاصل ہوئی ہے۔ اکثر مولویوں کو بھی یہ تمیز حاصل نہیں ہوتی۔ بیچارے کیا کریں۔ ان کو اہل اللہ کی صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ اس لئے عالم ہونیکے باوجود باطن کے اندھے رہتے ہیں۔ چار سال کا خرچ بیوی کو دے کر میرے پاس آؤ۔ خود کھانا پکانا اور خود کھانا۔ میں ٹسٹ کر کے دوں گا۔ اور اللہ اللہ کرنا سکھاؤنگا نتیجہ خود حلال حرام کی تمیز ہو جائے گی۔ یہ کسبی چیز ہے۔ وہبی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی توفیق شاملِ حال ہو تو محنت کرنے سے یہ تمیز حاصل ہو جاتی ہے۔

ایک قصائی نے چوری کی بکری خریدی اور ذبح کر کے دکان پر بیچ دی۔ تو وہ گوشت بظاہر تو حلال ہے۔ مگر حقیقت میں حرام ہے۔ حرام مال کے کھانے سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور عبادت کی توفیق نہیں رہتی۔ اس لئے خدا کے دروازہ سے آدمی بھاگ جاتا ہے۔ لالچ انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝ (سورۃ المطففین پ ۳۰۔ ع ۱۔ ترجمہ) کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں۔ تو گھٹا کر دیں۔

یہ بیماری عام موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو نیکی کی توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔

اپنے دروازہ پر سدا لائے۔ اور آپ کی دُعاؤں کی برکت سے میری بھی نجات فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

عام بے دینی کا سبب خوف خدا کا نہ ہونا ہے۔ صرف ایک چیز ہے۔ جو انسان کو انسان بناتی ہے۔ اور وہ ہے خوف خدا۔ جن کو خوفِ خدا حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ کامل انسان بن جاتے ہیں۔ تازہ واقعہ ہے جو ایک لڑکی نے بیان کیا ہے۔ یہ مدرسۃ البنات انجمن خدام الدین میں پڑھی ہوئی ہے اور پڑھاتی بھی رہی ہے اب اسکی شادی ہو گئی ہے۔ اس کا خاوند رشوت لاتا ہے۔ یہ منع کرتی ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ جب بڑے بڑے لوگ کھاتے ہیں تو ہمیں کیا حرج ہے۔ گویا بڑوں کا حرام کھانا اپنے لئے دلیل بنالی ہے اکبر اللہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے وہ جلوت خلوت میں ساتھی ہوتا ہے۔ وہ ہر جائی ہے۔ اس کا خوف ہی انسانوں کو سیدھا کرتا ہے اس کے خوف کے سوا کوئی چیز ٹھیک نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ مجھے خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اللہ اللہ سیکھنے اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ۝

حسّاس کے قلم سے

مرد ـــ عورت

اور

مغرب زدہ مسلمان

ان مغرب زدہ مسلمانوں کا پہلا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ "مولوی" بڑا تنگ خیال تنگ نظر ہے پرانی تہذیب و تمدن کو نہیں چھوڑتا، حالانکہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ ہم مہذب ملکوں (مغربی اقوام) کی نظروں میں دقیانوسی سمجھے جاتے ہیں۔ جب تک ان "مولویوں" کے فتووں سے آزاد نہیں ہوجاتے، ترقی نہیں کرسکیں گے، لہٰذا ضروری ہے، کہ قرآن میں دوبارہ غور کیا جائے، اور مہذب ملکوں کے پہلو بہ پہلو چلنے میں جو مذہبی "رکاوٹیں" ہیں، نئے اجتہاد سے ان کو دُور کیا جائے اور ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شریک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ عورت میدان میں آئے۔

مذکورہ بالا خیالات رکھنے والی جماعت درحقیقت اسلام و کفر کے بیچوں بیچ ایک نیا اسلام ایجاد کرنا چاہتی ہے۔

اسلام و کفر کے بیچ کا "اسلام" ایجاد کرنے والے قرآن حکیم کے الفاظ میں غور کریں کہ ایسے لوگوں کا کیا حشر ہوا؟

(پارہ ۱۴ رکوع ۹) قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(ترجمہ) البتہ دغابازی کر چکے ہیں، جو تھے ان سے پہلے۔ پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کل کی جا رہی ہیں۔ ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں، انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے بڑے اونچے محل کھڑے کر دیے، پھر جب خدا کا حکم پہنچا تو اس نے پکڑ کر بنیادیں ہلا دیں، آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکہ میں ان کے تیار کئے ہوئے محل ان ہی پر آن پڑے، جن کی چھتوں کے نیچے سب دب کر رہ گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی تدبیریں خود ان ہی پر الٹ دی گئیں، اور جو سامان غلبہ و حفاظت کا کیا تھا وہ فنا اور ہلاکت کا سبب بن گیا، بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسّی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں۔

عورت مرد کے پہلو بہ پہلو کام کرے

مغرب زدہ مسلمان کا عورت کو مرد کے پہلو بہ پہلو چلانے کا مقصد یہ ہے کہ عورت آزاد پھرے ناچے، گائے، کلبوں کی زینت بنے اور مرد اُسے کھیل، تماشہ بنا کر اپنی نفسانی خواہش کا پیٹ بھرے مرد اور عورت میں مساوات تو ہو ہی نہیں سکتی کہ دونوں کی ساخت میں ہی قدرت نے فرق رکھا ہے۔ البتہ یہ لوگ مصنوعی عزت دے کر اُسے خوش کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً "لیڈیز اینڈ جنٹلمین" یعنی تقریر کے آغاز میں حاضرین کو مخاطب کرتے وقت پہلے عورت اور بعد میں مرد کا نام لینا، حالانکہ قاعدہ کے مطابق "معزز حضرات و خواتین" کہنا چاہیئے تھا۔

مرد اور عورت کی ساخت کے متعلق قرآن حکیم کا فرمان

(پارہ ۲۹ رکوع ۱۸) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○

(ترجمہ) بھلا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس میں جوڑا نر اور مادہ۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل میں آیا پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا اور تمام ظاہر اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں، ایک نطفہ بے جان سے انسان عاقل بن گیا۔ پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کئے، جن میں ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جداگانہ ہیں

مذکورہ بالا سطور کے لکھنے سے ثابت یہ کرنا تھا، کہ مرد اور عورت کی ظاہری و باطنی خصوصیات جداگانہ ہیں، لہٰذا دنیا کے بعض کام عورت کے مناسب حال ہیں، اور بعض مرد کے مناسب حال۔ اب اگر مرد کا کام عورت کو سونپ دیا جائے اور عورت کا مرد کو تو اس کام کی قیامت آجائیگی عورت کے مناسب حال کام کو مرد کے حوالے کئے جانے کا ایک لطیفہ یاد آیا۔

قدرت نے عورت کی فطرت میں یہ رکھا ہے کہ بچے جنے اور پالے، گود میں اُٹھائے اُٹھائے پھرے لیکن اگر بچے کو گود میں اٹھائے پھرنے کا کام مرد کے ذمہ کیا جائے، تو مرد جیں بجبیں ہونے لگتا ہے۔ اب لطیفہ سنئے!

ایک جابر بیوی اور نرم مزاج خاوند کا قصّہ یوں ہوا۔ کہ:۔

خاوند جب دفتر سے تھکا ماندہ گھر میں قدم رکھتا تو جابر بیوی پہلے ہی سے بچے کو کپڑے پہنا کر تیار رکھتی، اور آتے ہی حکم ہوتا کہ ذرا اسے گود میں اٹھا کر سیر کرا لائیے۔ نرم دل خاوند چار و ناچار حکم کی تعمیل کرتا۔ قدرت کا کرنا ایک دن بچہ نے جو رونا شروع کیا۔ بہتیرا "چو بو" "توچو" کیا، مُنہ بنا کے، جھنجھنا بجا کے، راضی کرنا چاہا مگر بچہ ہے کہ چپ ہونے میں نہیں آتا، آخر اُسے لیکر گھر کی طرف لوٹا، اور دل میں ٹھان لیا کہ آج بیوی کو ڈانٹ پلاؤں گا، کہ یہ عورتوں کا کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ جب گھر میں داخل ہوا، تو دیکھا کہ بیوی ہاتھ میں چھری لئے سبزی بنا رہی ہے اب خاوند یوں گویا ہوا، یعنی ناراضگی کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ:۔

"اللہ کرے یا تو میں مرجاؤں اور یا پھر (بچہ کی طرف نظر ڈالتے ہوئے) کچھ کہنا ہی چاہتا تھا، کہ بیوی نے بات کاٹتے ہوئے بلند آواز سے کہا، "اور یا پھر؟" نرم دل خاوند نے جواب دیا، کہ:۔

"اور یا پھر میں ہی مرجاؤں۔"

اس لطیفہ کے بیان کرنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ جس کا کام اسی کو ساجھے والا قصہ ہے لیکن نئی روشنی کے دلدادہ ہیں کہ مردوں کا کام عورتوں کے سپرد کر کے ملک کی ترقی میں چار چاند لگانا چاہتے ہیں۔!

بیٹی کی حیثیت قرآن کی روشنی میں

مشرکین کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(پ ۲۵ - رکوع ۷) وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ
عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ
بِالْبَنِيْنَ ؕ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا
ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ
مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ؕ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا
فِى الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِى الْخِصَامِ غَيْرُ
مُبِيْنٍ ؕ

(ترجمہ) اور ٹھہرائی ہے انھوں نے حق تعالے
کے واسطے اولاد، اس کے بندوں میں سے
تحقیق انسان بڑا ناشکرا ہے صریح۔ کیا اس
نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں
اور تم کو دے دئے چن کر بیٹے اور جب
ان میں سے کسی کو خوش خبری ملے اس چیز
کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا، تو سارے
دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں
گھٹ رہا ہے، کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا
ہے زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ
کہہ سکے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی چاہیئے تھا اللہ کی نعمتوں کو پہچان
کر شکر ادا کرتے، یہ صریح ناشکری پر اتر آیا
اور اس کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگا
اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہوگی
کہ اس کے لئے اولاد تجویز کی جائے، وہ بھی
بندوں میں سے اور وہ بھی بیٹیاں، اول تو
اولاد باپ کے وجود کا ایک جُز ہوتا ہے،
تو خداوند قدوس کے اولاد تجویز کرنے کے
یہ معنی ہوئے کہ وہ اجزا سے مرکب ہے اور
مرکب کا حادث ہونا ضروری ہے، دوسرے
ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہیئے۔ دونوں
ایک جنس نہ ہوں تو ولد یا والد کے حق
میں عیب ہے، یہاں مخلوق و خالق میں مجانست
کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ تیسرے لڑکی
باعتبار قویٰ جسمیہ و عقلیہ کے عموماً لڑکے سے
ناقص اور کمزور ہوتی ہے، گویا معاذ اللہ
خدا نے اپنے لئے اولاد بھی رکھی تو گھٹیا اور
ناقص، کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصے
میں عمدہ اور بڑھیا چیز اور خدا کے حصہ میں
ناقص اور گھٹیا چیز لگاتے ہو۔ یعنی جو اولاد
اُناث خدا کے لئے تجویز کر رہے ہیں، وہ
ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و
حقیر ہے کہ اگر خود انھیں اس کے ملنے کی خوش
خبری سنائی جائے تو مارے رنج و غصہ کے
تیور بدل جائیں اور دل ہی دل میں پیچ و تاب
کھاتے رہیں۔ یعنی کیا خدا نے اولاد بنانے
کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے، جو عادۃ اللہ
و زیبائش میں نشو و نما پائے اور زیورات
وغیرہ کے شوق میں مستغرق رہے، جو دلیل
ہے ضعف رائے اور عقل کی، اور وہ
بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ کے وقت
قوت بیانیہ بھی نہ رکھے۔ چنانچہ عورتوں کو تقریروں
میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ
اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں
نہ دوسرے کے دعوے کو گرا سکیں، ہمیشہ
ادھوری بات کہیں گی یا فضول باتیں اس
میں ملا دیں گی جن کو مطلوب میں کچھ دخل
نہ ہو۔ کہ اس سے بھی تبیین مقصود میں خلل
پڑ جاتا ہے۔ اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت
سے ہے کہ اس میں بوجہ بیان کی احتیاج زیادہ
ہونے کے ان کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے۔
بس ہر کلام طویل اسی کے حکم میں ہے اور معمولی
جملوں کا ادا ہو جانا مثلاً میں آئی تھی، وہ گئی
تھی، قوت بیانیہ کی دلیل نہیں۔

مرد حاکم ہیں عورتوں پر

عورتوں کی وہ جماعت جو فرماتی ہے کہ اپنے
پاؤں پر کھڑی ہو جاؤ۔ مردوں سے آزاد ہو جاؤ
وہ قرآن حکیم کا فیصلہ سُن لیں۔

(پ ۵ - رکوع ۲) اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ
عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا
حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

(ترجمہ) مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس واسطے
کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس
واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال، پھر جو
عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں، نگہبانی کرتی
ہیں، پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو
بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑھا ہوا ہے، عورت
کے درجہ سے۔ اس لئے فرق مدارج کے باعث
جو احکام میں فرق ہوگا، وہ سراسر حکمت اور
قابل رعایت ہوگا، اس میں عورت اور مرد
بقاعدہ حکمت ہرگز برابر نہیں ہو سکتی، عورتوں
کو اس کی خواہش کرنی بالکل بے جا ہے، خلاصہ
یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں پر علم و عمل میں کہ
جن دونوں پر تمام کمالات کا مدار ہے فضیلت
اور بڑائی عطا فرمائی، جس کی تشریح احادیث میں
موجود ہے، دوسری وجہ جو کسبی ہے، یہ ہے
کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں، اور
مہر اور خوراک اور پوشاک جملہ ضروریات کا
تکفل کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ عورتوں کو مردوں
کی حکم برداری چاہیئے۔
یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی
تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق
خاوند کے پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے
نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں
اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت
نہیں کرتیں۔

عورت مرد کے سکون کیلئے ہے

یعنی (مرد کام کیلئے۔ عورت مرد کے آرام کیلئے)

(پ ۲۱ - رکوع ۳) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ
خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا
اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ

(ترجمہ) اور اس کی نشانیوں سے ہے، یہ
کہ بنا دیئے تمھارے واسطے تمھاری قسم سے
سے جوڑے، کہ چین سے رہو (بکڑو)، ان کے
پاس اور رکھا تمھارے بیچ میں پیار اور مہربانی

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی اول مٹی سے ایک آدم کو پیدا کیا
پھر اسی کے اندر سے ایک اس کا ایک
جوڑا نکالا تا اس سے اُنس اور چین پکڑے
اور پیدائشی طور پر دونوں صنفوں (مرد اور
عورت) کے درمیان خاص قسم کی محبت و
پیار رکھ دیا، تا مقصود ازدواج حاصل ہو۔
چنانچہ دونوں کے میل جول سے نسل انسانی
دنیا میں پھیل گئی۔

عورتوں کا فتنہ

جو لوگ عورتوں کو مغربی اقوام کی لائن پر
چلا کر خوش ہو رہے ہیں۔ گویا وہ عورتوں
کے فتنہ کو ہوا دے رہے ہیں۔

(پ ۳ - رکوع ۹) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ
الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ ۔

(ترجمہ) فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب
چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی جب ان میں پھنس کر آدمی خدا سے
غافل ہو جائے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا۔
ماترکت بعدی فتنۃ اضرّ علی الرّجال
من النساء (میرے بعد مردوں کے لئے کوئی
ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں)، ہاں
اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد
ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب
ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین
متاع نیک بیوی ہے، کہ اگر اس کی طرف دیکھے
تو خوش ہو، حکم دے تو فرمانبردار پائے۔
کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور
اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے

باقی صفحہ ۱۳ پر

جناب عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

قتل ناحق کی حرمت

مذہب اسلام کی رو سے کسی آدمی کو ناحق مار ڈالنا ناجائز حرام اور سخت بدترین گناہوں میں سے ہے۔ خواہ وہ آدمی مسلم ہو یا غیر مسلم۔ لیکن اخبارات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آئے دن سینکڑوں خون زن زر اور زمین کے سلسلہ میں ہوتے رہتے ہیں اور مقدمات چلتے ہیں اور پھانسی کی سزائیں پاتے ہیں۔

قرآنی احکام

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ پ۸ ع ۷۔ (ترجمہ) اور اس جان کو مار نہ ڈالو۔ جس کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق پر۔

اس قسم کی اور بھی آیات ہیں۔ جن میں قتل انسان سے سخت ممانعت کی گئی ہے۔ وہ کونسی جان ہے۔ جس کا قتل کرنا اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔ قرآن اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں تمام آدمی شامل ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں۔ لیکن انکی حفاظت اور سلامتی کی بابت مسلمانوں کی طرف سے باہم کسی قسم کا عہد و پیمان ہو گیا ہو۔

امام بخاریؒ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کر ڈالا۔ جس سے عہد و پیمان ہو چکا ہو۔ تو وہ قاتل جنت کی خوشبو سے محروم رہیگا۔ حالانکہ چالیس سال تک چلنے کی مسافت سے جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

الا بالحق کا استثنا ضروری تھا۔ جس میں قاتل عمد زانیٔ محصن اور مرتد عن الاسلام کا قتل داخل ہے۔

یعنی وہ حق جسکی رو سے محفوظ الدم جان کا قتل کرنا بھی جائز اور درست ہو جاتا ہے۔

(۱) قصاص۔ جسکی رو سے محفوظ الدم جان کا قتل کر ڈالنا جائز اور درست ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کر ڈالے تو بدلہ میں اس کو قتل کیا جا سکتا ہے

(۲) مرتد۔ مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کو صریح طور پر چھوڑ دینا اور بغیر کسی قسم کی تاویل کے اسلام سے صاف منکر ہو جانا۔ سو ایسے شخص کے لئے بھی اسلام نے سزائے موت تجویز کی ہے۔

(۳) زانیٔ محصن۔ باوجود محصن ہونے کے ناجائز فعل یعنی زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔ محصن اس شخص کو کہتے ہیں جو مسلمان ہو عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ آزاد ہو۔ صحیح اور جائز نکاح کے ساتھ اپنی بیوی سے ہمبستر ہو چکا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر فعل زنا کا مرتکب ہوا ہو تو ایسے شخص کے لئے بھی اسلام نے سزائے موت تجویز کی ہے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج کل ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

غرض یہی تین صورتیں ہیں۔ جن میں محفوظ الدم آدمی کا قتل کرنا بھی جائز اور درست ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ ان تین صورتوں میں بھی صرف اسلامی سلطنت میں اور صرف قاضی اسلام کو کافی طور سے قانونی تحقیقات کے بعد قتل کرنا یا قتل کا حکم دینا درست ہو سکتا ہے نہ کسی اور شخص کو

اور یہ بھی ظاہر ہے دیہات میں خاندانی عداوتوں اور سرحدی علاقوں میں اس قسم کے جو کشت و خون ہوتے ہیں۔ وہ مذکورۂ بالا صورتوں میں سے کسی صورت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پس اس قسم کے کشت و خون کے ناجائز اور حرام ہونے میں مطلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا پ۶ ع ۹۔ ترجمہ ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو کوئی ایک جان کو بلا عوض جان کے یا ملک میں بغیر فساد کرنے کے قتل کرے تو گویا اس نے سب کو قتل کر ڈالا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا سب لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے رسول کھلے حکم لا چکے ہیں۔ پھر بھی ان میں سے بہت لوگ ملک میں دست درازی کرتے ہیں جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں۔ ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جاویں۔ یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جاویں۔ اور اس جگہ سے دور کر دیئے جائیں۔ یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ مگر جنھوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کی تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ناحق قتل میں بہت سے دنیوی اور اخروی گناہ ہیں اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل کو ہدایت کی۔

تفسیر:۔ ملک میں فساد کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً اہل حق کو دین حق سے روکے یا پیغمبروں کی اہانت کرے یا العیاذ باللہ مرتد ہو کر اپنے وجود سے دوسروں کو مرتد ہونیکی ترغیب دے۔

اول روئے زمین پر بڑا گناہ یہی ہوا کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اس کے بعد رسم پڑ گئی۔ اسی سبب سے تورات میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسے سب کو مارا۔ یعنی ایک کے ناحق خون کرنے سے دوسرے بھی اس جرم پر دلیر ہوتے ہیں تو اس حیثیت سے جو شخص ایک کو قتل کر کے بدامنی کی جڑ قائم کرتا ہے۔ گویا وہ سب انسانوں کے قتل اور عام بدامنی کا دروازہ کھول رہا ہے اور جو کسی ایک کو زندہ کرتا یعنی کسی ظالم قاتل کے ہاتھ سے بچاتا ہے۔ گویا وہ اپنے عمل سے سارے انسانوں کے بچانے اور مامون کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ ایسے کھلے نشان دیکھ کر اور ایسے کھلے احکام سن کر بھی اپنے ظلم و طغیان اور دست درازیوں سے باز نہ آئے۔ انبیائے معصومین کو قتل اور آپس میں ناحق خون کرنا ان کا ہمیشہ سے وتیرہ رہا ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل یا ایذا رسانی اور مسلمانوں کی تذلیل کے لئے ہر قسم کی ناپاک سازشیں کرتے رہے۔

اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا یا زمین میں فساد اور بدامنی پھیلانا۔ یہ دو لفظ ایسے ہیں۔ جن میں کفار کے حملے۔ ارتداد کا فتنہ۔ رہزنی۔ ڈکیتی۔ ناحق قتل۔ مجرمانہ سازشیں اور مغویانہ پراپیگنڈا سب داخل ہو سکتے ہیں

اسی لئے سزائیں بھی سخت تجویز کی گئی ہیں۔

خودکشی حرام موت ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے اپنے نفس کو پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کیا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں گرایا جائیگا۔ اور جس نے زہر کے گھونٹ پی کر اپنی جان ہلاک کی اس کو ہمیشہ جہنم میں لوہا دیا جائیگا۔ جس کو ہمیشہ اپنے پیٹ میں داخل کرتا رہے گا۔

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا گلا گھونٹ کر جان دی۔ جہنم میں گلا گھونٹتا رہے گا۔ اور جس نے تیر سے اپنے آپ کو ہلاک کیا وہ تیر سے ہلاک ہوتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

علاج:۔ بعض لوگ بیماری، امتحان میں ناکامی، بیروزگاری، مفلسی خانگی معاملات کی خرابی اور بعض رشوت خور اور بد دیانت خوف احتساب کی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ ان کو مذکورہ احادیث سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔

بہرکیف مذہب اسلام کی رو سے کسی شخص کو ناحق مار ڈالنا یا خودکشی کرنا ناجائز حرام اور سخت بدترین گناہوں میں سے ہے

ہم یہ بتلا دینا بھی مناسب خیال کرتے ہیں کہ قرآن پاک کے جس جس موقعہ میں عام طور پر قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً آیت وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (سورہ بقرہ ع ۲۴) ۔یعنی مار ڈالو ان کو جہاں کہیں پاؤ۔

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (سورۃ نساء ع ۱۲) یعنی مار ڈالو ان کو جہاں کہیں پاؤ۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (سورۃ توبہ ع ۵۔ اور تم سب مشرکوں سے لڑو۔

تو ایسے قتل عام کے حکم سے وہی لوگ یا قومیں مراد ہیں۔ جو علانیہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں۔ یا جو کھلم کھلا بدعہدی کریں اور اپنی منافقانہ چالوں سے مسلمانوں کو معرض خطر میں ڈالنا چاہیں اور اسی طرح مسلمانوں کو بھی کفر کی ترغیب دیں۔

قتل عمد

۳۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○ پ۵ ع ۱۰ (سورہ نسا)

ترجمہ۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے۔ اسی میں ہمیشہ پڑا رہے گا۔ اور اس پر اللہ کا غضب ہوا۔ اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے بڑا عذاب تیار کیا۔

تشریح۔ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قصداً اور مسلمان معلوم کرنے کے بعد قتل کرے گا۔ تو اس کیلئے آخرت میں جہنم لعنت اور عذاب عظیم ہے۔ کفارہ سے اس کو رہائی نہیں ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنا مال و اسباب اور مواشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا۔ مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اپنی جان و مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے اس کو مار ڈالا۔ اور اس کے مواشی اور اسباب سب لے لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ اور تاکید فرمائی گئی۔ کہ جب تم جہاد کے لئے سفر کرو۔ تو تحقیق سے کام لو۔ بے سوچے سمجھے کام مت کرو۔ جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو۔ اللہ کے پاس بہت کچھ غنیمتیں ہیں۔ ایسے حقیر سامان پر نظر نہیں کرنی چاہیئے۔

اسلام سے پہلے تم بھی دنیا کی غرض سے ناحق خون کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مسلمان ہو کر ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جس پر مسلمان ہونے کا بھی احتمال ہو تو اس کے قتل سے بچو۔

شروع زمانۂ اسلام میں تم بھی کافروں کے شہر میں رہتے تھے۔ تمہاری مستقل حکومت اور مستقل طور پر بود و باش نہ تھی۔ تو جیسا اس حالت میں تمہارا اسلام معتبر سمجھا گیا اور تمہارے جان و مال کی حفاظت و رعایت کی گئی۔ ایسا ہی اب تم کو بھی اس طرح کے مسلمانوں کی رعایت و حفاظت لازم ہے۔ بلاتحقیق ان کو قتل مت کرو۔ احتیاط اور غور سے کام لینا چاہیئے اللہ تعالےٰ تمہارے ظاہری اعمال اور دلی اغراض سب پر مطلع ہے تو اب جس کو قتل کرو محض اللہ کے حکم کے موافق قتل کرو۔ اپنی کسی غرض کا اصلاً دخل نہ ہو اور یہ بھی مقصد ہے کہ اگر کوئی کافر فقط اپنے جان و مال کے خوف سے تمہارے روبرو اسلام ظاہر کرے اور دھوکہ دے کر اپنی جان بچا لے تو اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے۔ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ مگر تم اس کو کچھ مت کہو۔ یہ تمہارے کرنے کی بات نہیں ہم دیکھ لیں گے (حضرت مولانا عثمانیؒ)

قتل ناحق میں بڑی خرابی ہے اس لئے جب توراۃ شریف میں احکام اور شریعت نازل ہوئے تو بنی اسرائیل پر قصاص مقرر کر دیا۔ جنہوں نے باوجود اس کے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا۔ جس بدبخت نے اپنی خواہش نفسانی اور حسد کی وجہ سے ایک آدمی کو ناحق قتل کیا سو اس سے تمام بنی آدم کا قتل ناحق کیا کچھ بعید نہیں۔ اگر یہ ان پر موقعہ پاتا تو ان سے بھی ایسا کرتا۔

جو کوئی کسی مسلمان کو خطاً نادانستہ قتل کر دے تو مقتول کے وارثوں کو دیت دی جائے۔ اگر وہ معاف کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے۔

اَلْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى پ۲ ع ۶

ترجمہ مقتولوں کے بارہ میں بدلہ لینا مقرر کیا گیا

اے مومنو! تمہارے لئے ہم نے مقتولوں کے بارہ میں قصاص مقرر کر دیا ہے یعنی برابری کا حکم دیا ہے۔ تم کو لازم ہے کہ ایسے وقت بھی صبر کرو اور عدالت کو ہاتھ سے نہ دو۔ جو کوئی کسی شخص کو قتل کرے اس کے بدلے میں اسی کو قتل کرو اگر حُر کو قتل کرے تو اس کے بدلے میں آزاد (حُر) کو قتل کرو۔ اسکی شرافت حسب و نسب و حُسن و مالداری پر نظر نہ کرو۔ کس لئے کہ حریت میں دونوں برابر ہیں اور جو غلام کسی کو قتل کرے تو اس کے عوض میں اُسی غلام کو قتل کرو اور اس کے ساتھ اُسکے آقا کو نہ مارو۔ اور جو عورت قتل کرے تو خاص اسی کو قتل کرو۔ اس کے شوہر فرزند اور بھائی بند سے کچھ سروکار نہ رکھو اور جو مقتول کے وارث اپنے مسلمان بھائی قاتل کو قصاص معاف کر دیں اور کسی قدر مال پر راضی ہو جائیں اور دیت لینا قبول کریں تو چاہیئے کہ سہولت اور دستور

کو ملحوظ رکھیں۔ کہیں یہ نہ ہو کہ اس کے باوجود تنگدستی کے فی الفور ادا کرنے کا تقاضا کریں۔ بلکہ مہلت دیں اور سخت زیادتی سے پیش نہ آئیں اور نہ ہی خلاف شریعت اُس سے معاوضہ طلب کریں۔

قصاص میں حیات ہے

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ پ ۲ ع ۶۔

اے عقلمندو! تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے۔

حکم قصاص بظاہر نظر اگرچہ بھاری معلوم ہو۔ لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے۔ کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رُکے گا۔ تو دونوں کی جان محفوظ رہیگی اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول دونو کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہینگی۔ عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ جو ہاتھ آ جاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی۔ جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قصاص قاتل کے حق میں باعث حیات اُخروی ہے (حضرت مولانا محمود حسن)

اولیائے مقتول کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں۔ لیکن بدلہ لیتے وقت حد سے نہ گذریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں۔ یا قاتل کے ساتھ دوسرے بے گناہوں کو بھی شامل کر لیں۔ یا قاتل کے ناک کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں۔

حکام کو بھی تاکید کی گئی کہ حق دلوانے میں کمی نہ کریں۔ بلکہ ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے۔ نہ یہ کہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلہ دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اسکے بیٹے بھائی کو نہ مار ڈالے جیسے جاہلیت میں رواج تھا۔

قتل خطا کے احکام

سورہ نسا رکوع ۱۲ پ ۵ میں حضرت مولانا عثمانی زیر آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج (اور مسلمان کا کام نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے) تحریر فرماتے ہیں

تشریح۔ کلمۂ اسلام کہنے والے کو قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔ ہاں اگر غلطی سے مارا گیا تو مجبوری کی بات ہے اور اسکے احکام یہ ہیں۔

قتل خطا یعنی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً غلطی سے مسلمان کو شکار سمجھ کر مار ڈالا۔ یا تیر اور گولی شکار پر چلائی۔ چوک کر کسی مسلمان کے جا لگی۔

ایک صورت قتل خطا کی یہ بھی ہے۔ کہ ایک مسلمان کافروں میں ہو اور اس کو کوئی مسلمان کافر سمجھ کر بوجہ لاعلمی قتل کر ڈالے (مجاہدین کو اکثر یہ بات پیش آتی ہے) آیت مذکورہ میں قتل خطا کے دو احکام بتلائے گئے ایک تو آزاد کرنا مسلمان بردہ کا۔ اور اگر اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا۔ خدا تعالےٰ کی جناب میں اپنی خطا کا یہ کفارہ ہے۔ دوسرے اس مقتول کے وارثوں کو خوں بہا (قیمت) دینا۔ یہ ان کا حق ہے۔ ان کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جس مسلمان کو غلطی سے قتل کیا۔ اس کے وارث مسلمان ہونگے یا کافر، اگر کافر ہیں تو اُن سے مصالحت ہے یا دشمنی۔ اول دونو صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خون کی قیمت دینی پڑے گی۔ تیسری صورت میں خون بہا لازم نہ ہوگا۔ اور کفارہ سب صورتوں میں ادا کرنا ہوگا۔ خون کی قیمت (خون بہا) حنفی مذہب میں تخمیناً دو ہزار سات سو چالیس روپے ہوتے ہیں یہ روپیہ قاتل کی برادری کو تین برس میں متفرق طور پر دینا ہوگا مقتول کے وارثوں کو۔

ارشادات نبوی ؐ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان کلمۂ شہادت پڑھتا ہو اور میرے رسولؐ ہونیکی گواہی دیتا ہو۔ اس کا خون کسی کے واسطے حلال نہیں۔ البتہ تین قتل جائز ہیں۔ نفس نفس کے عوض میں اور شادی شدہ زانیہ عورت کا اور دین سے پھر جانیوالے اور جماعت سے بغاوت کرنے والے کا۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اقدس نے فرمایا۔ قیامت کے روز لوگوں سے پہلے قتل کا حساب لیا جائیگا۔

(۳) حضرت اسامہ ابن زید کا بیان ہے کہ ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کے کچھ لوگوں کی جانب روانہ فرمایا۔ میرا وہاں ایک شخص سے مقابلہ ہو گیا۔ میں نے اُس کے نیزہ مارا۔ اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ۔ میں نے اس کو پھر بھی قتل کر دیا۔ جب میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو نے اس کو کلمۂ شہادت کے پڑھنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اس نے یہ فعل امان کے واسطے کیا تھا۔ حضور انورؐ نے فرمایا۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب قیامت کا روز آئے گا تو تو کیا کریگا آپ نے یہ کلمہ چند مرتبہ فرمایا۔

(۴) حضرت ابوسعیدؓ اور ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمام زمین اور آسمان والے کسی مومن کے قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ سب کو دوزخ میں ڈال دیگا۔

(۵) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے روز قاتل اور مقتول کو لایا جائے گا مقتول کے ہاتھ میں اسکی پیشانی کے بال ہونگے اور اسکی شاہ رگ سے خون جاری ہوگا۔ اور جناب باری میں عرض کریگا کہ اے رب اس نے مجھ کو قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ عرش کے قریب ہو جائے گا۔

(۶) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مساجد میں قصاص نہ لیا جائے اور بیٹے کے عوض میں باپ کو قتل نہ کیا جائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

بقیہ مرد عورت صفحہ ۱۰ سے آگے

جو لوگ عورتوں اور مردوں کو دوش بدوش چلانا چاہتے ہیں، وہ وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تکذیب کرنے سے نہیں ڈرتے، اور جب انھیں تکذیب کرنے سے روکا جائے تو الٹا ٹھٹھا اور مذاق اڑاتے ہیں۔

ٹھٹھا کرنے والوں کے لئے

قرآن حکیم کا فرمان

(پ ۱۴- رکوع ۱۰) كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

(ترجمہ) اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے۔ پھر پڑے ان کے سر ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو ٹھٹھا کرتے رہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی اگلے معاندین بھی اسی طرح غرور و غفلت کے نشے میں پڑے رہے تھے، باطل پرستی میں تمادی ہوتی رہی، توبہ کے وقت توبہ نہ کی، آخر تک انبیاء کی تکذیب و مخالفت پر تلے رہے اور ان کی باتوں کی ہنسی اڑاتے رہے، آخر جو کیا تھا سامنے آیا، اور عذاب الٰہی وغیرہ کی جن خبروں سے ٹھٹھا کرتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھ لیں، ان کا استہزاء و تمسخر انہی پر الٹ پڑا، بھاگ کر جان بچانے کی کوئی سبیل نہ رہی، اپنی شرارتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا، جو بویا تھا سو کاٹا۔ خدا کو ان سے بیر نہ تھا۔ نہ اس کے یہاں ظلم و تعدی کا امکان ہے۔ ان لوگوں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری، کسی کا کیا بگڑا۔ انہی کا نقصان ہوا۔

اپنی خواہش کا بندہ

لیکن جو اپنی خواہش کا بندہ بن جائے، اسے کون سمجھائے، کہ عورت کو بے پردہ کر کے مرد کے پہلو بہ پہلو چلانا کتنے فتنوں کا باعث بن سکتا ہے، اور یہ فتنے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔ انگریز چلا گیا مگر اس کی پھیلائی ہوئی خباثت اب بھی بعض دماغوں میں موجود ہے یہ لوگ اسلام کا نام لیکر اسلام سے ہی متصادم ہو رہے ہیں، ان کا لٹریچر پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ شرعی قوانین ادھورے اور نامکمل تھے، کیونکہ موجودہ دور کی خود ساختہ ضرورتوں کو پورا نہیں کرتے، لہٰذا اس میں ترمیم اضافہ کی ضرورت ہے۔ ان مجتہدین عہد حاضر سے التماس ہے کہ خدا اسلامی قوانین کو مغربی تہذیب اور مغربی تمدن کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش نہ کریں، کہ یہ قوانین اس تہذیب و تمدن کا کہاں تک ساتھ دیتے ہیں اور کہاں تک نہیں؟ کیوں کہ اسلامی قوانین کے لئے مغربی تہذیب و تمدن سے موازنہ کوئی اصول اور معیار نہیں، ان قوانین کو انسان کی فطری اور طبعی ضروریات کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے کہ بنانے والے نے اسے انسان کی ضرورت کے لئے بنایا ہے، نہ کہ مغرب کے منکرات و فواحش میں مقابلہ و مسابقت کے لئے!

حق و صداقت کی مخالفت

کرنے والے ناکامیاب رہینگے

(پ ۲۸- رکوع ۳) إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

(ترجمہ) جو لوگ خلاف کرتے ہیں، اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ غالب ہونگا اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی اللہ اور کا مقابلہ کرنے والے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں، اللہ لکھ چکا ہے کہ آخرکار حق ہی غالب ہو کر رہے گا، اور اس کا پیغمبر ہی مظفر و منصور ہوگا۔

علماء کرام کو تنگ نظری کا طعنہ

دینے والے غور سے سنیں!

مغرب زدہ مسلمان "مولوی" کو تنگ نظر، تنگ خیال کا طعنہ دے کر اسے دین حق سے ہٹانا چاہتا ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ مجبور ہے، اس لئے کہ اسے حکم دیا گیا ہے، کہ کسی بے دین گمراہ کے طعنہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صراط مستقیم پر قائم و دائم رہے۔ خدا مومنین کا حامی و مددگار ہے۔

آخری گذارش

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنیوالے انسانو!

قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر آیات کو آنکھیں کھول کر پڑھو اور قرآن مجید کا پیغام حق پہنچانے والوں کی مخالفت سے باز آجاؤ، اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ یاد رکھو اللہ تعالےٰ نے تمہاری راہ نمائی کا حق بذریعہ قرآن مجید ادا کر دیا ہے اور مبلغ قرآن مجید بھی اپنا فرض منصبی ادا کر ہی جائے گا، تم مانو یا نہ مانو۔ اس کا فیصلہ تمہارے ذمہ ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ○

قرآنی جواہر پارے

شیطان کی پیروی نہ کرو

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔ بلاشبہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے (پارہ ۸- سورۃ الانعام- آیت ۱۴۲)

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (پ ۸- سورۃ الاعراف آیت ۲۲)

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ بلاشبہ شیطان تو انسان کا دشمن ہے کھلا۔ (پ ۱۲- سورہ یوسف آیت ۵)

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ اور کہے گا انسان جبکہ فیصلہ ہو چکے گا سب امور کا کہ بیشک اللہ نے وعدہ کیا تھا تم سے وعدہ سچا اور میں نے وعدہ کیا تم سے اور پھر خلاف وعدہ کیا تم سے اور نہیں تھا میرا تم پر کوئی زور۔ سوا اس کے کہ میں نے بلایا تم کو۔ پھر تم نے مان لیا میرا کہنا پس ملامت نہ کرو مجھے اور ملامت کرو اپنے آپ کو۔ نہ ہی تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں اور نہ ہی تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو انکار کرتا ہوں اس کا جو تم مجھے شریک خدا ٹھہراتے تھے اس سے پہلے (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۲۲)

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ ○ بلاشبہ کانا پھوسی تو شیطان کا کام ہے (پ ۲۸- سورۃ المجادلہ آیت ۱۰)

اِنسان

(جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب رحمتہ اللہ)

(۳)

اے انسان شیطان کی چال سے بچ

(۱) اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ہ (یوسف آیت ۵)

ترجمہ۔ بے شک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ہ

(بنی اسرائیل آیت ۵۳)

ترجمہ۔ اور میرے بندوں سے کہہ دو وہ کہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو۔ بے شک شیطان آپس میں لڑا دیتا ہے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

لہذا دشمن کو دشمن جان کر اسکی چالوں میں پھنسنا نہ چاہیئے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ (فاطر آیت ۶)

ترجمہ۔ بے شک شیطان تو تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔

اس دشمن کو چھوڑ کر اسلامی قانون کے پورے پابند بن جاؤ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ہ (البقرہ آیت ۲۰۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ہ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ہ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ہ

(الفرقان آیت ۲۷۔ ۲۹)

ترجمہ۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں ـــــــ "یعنی مارے حسرت و ندامت کے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس کرے گا کہ میں نے دنیا میں رسول خداؐ کا راستہ اختیار نہ کیا۔ اور کیوں شیاطین الانس و الجن کے بہکائے میں آگیا جو آج یہ روزِ بد دیکھنا پڑا۔ جن کی دوستی اور اغواء سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی اس وقت پچھتائے گا کہ افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا۔ کاش میرے اور ان کے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوتی.......

پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی۔ جو ہدایت کے لئے کافی تھی۔ اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کرے۔ مگر اس کم بخت کی دوستی نے تباہ کیا۔ اور دل کو ادھر متوجہ ہونے نہ دیا۔ بے شک شیطان بڑا دغاباز ہے۔ آدمی کو عین وقت پر دھوکا دیتا اور بُری طرح رسوا کرتا ہے۔"

کمزور انسان

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ہ (النساء آیت ۲۸)

ترجمہ۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے۔ کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

"یعنی شرح میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال چھوڑ کے اور حرام کو دوڑے۔" (موضح القرآن)

مثلاً شریعت نے اگر زنا سے روکا تو جائز مطلب برآری کے لئے نکاح کا سلسلہ قائم فرما دیا۔

اگرچہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ مگر اس کی کمزوری کو مدِ نظر رکھ کر صرف پنج گانہ نماز کا حکم صادر فرمایا۔ اگر سُود سے اُسے روکا گیا تو تجارت کا وسیع میدان کھول دیا۔ اگر شراب کی ممانعت فرمائی۔ تو دوسرے انواع و اقسام کے مشروبات مہیا فرمائے۔

اب اگر انسان ان آسانیوں سے فائدہ نہ اٹھائے اور شرعی حدود سے تجاوز کرے تو یہ اس کی اپنی کمبختی ہے۔

جھگڑالو انسان

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ہ (الکہف ۵۴)

ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک مثال کو کئی طرح بیان کیا ہے۔ اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے۔

"یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور قسم قسم کی دلائل و امثلہ سے سچی باتیں سمجھاتا ہے۔ مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی اور زور انکار فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ (یٰسین آیت ۷۷)

ترجمہ۔ کیا آدمی نہیں جانتا کہ ہم نے اسے مٹی کے ایک قطرے سے بنایا ہے پھر وہ کھلم کھلا دشمن بن کر جھگڑنے لگا۔

"یعنی انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا۔ خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔ اس پانی کی بوند کو زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا۔ حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کھڑا ہو گیا۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

نادان انسان

اپنی جاگیرداری کو بھول گیا ـــــ کدھر سے کدھر چلا گیا۔ اسے یہ بات یاد نہ رہی ـــــ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ہ (الاحزاب آیت ۷۲)

ترجمہ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی۔ پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے

انکار کر دیا - اور اس سے ڈر گئے۔ اور اسے انسان نے اٹھا لیا .... بے شک بڑا ظالم نادان تھا۔

۱- امانت' سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اطاعت مراد لیتے ہیں۔

۲- بقول حضرت قتادہؓ دین کے فرائض اور حدود اللہ سب اللہ کی امانت ہیں۔

۳- حضرت اُبَیؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورت کی پاکدامنی بھی امانت ہے جنابت کا غسل بھی امانت ہے۔

۴- حضرت زید بن اسلمؒ اس سے نماز، روزہ اور غسل جنابت مراد لیتے ہیں۔

۵- کل اوامر کو بجا لانے اور کل ممنوعات سے بچنے کا انسان مکلف ہے۔

۶- امانت وضو میں بھی ہے۔ نماز میں بھی ہے - بات چیت میں بھی ہے۔ اور ان سب سے زیادہ امانت ان چیزوں میں ہے - جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جائیں۔
(تفسیر ابن کثیرؒ)

۷- بقول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز پنجگانہ زکواۃ، روزہ، حج، سچ بولنا، قرض ادا کرنا، انصاف کرنا، ناپ تول میں کمی نہ کرنا یہ سب باتیں امانت الٰہی ہیں۔

۸- حضرت ابوالعالیہؒ امانت سے مراد جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہنا اور جس کا حکم دیا گیا ہے اس کو بجا لانا مراد لیتے ہیں۔

۹- حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس سے شرمگاہ کی حفاظت بھی مراد لیتے ہیں۔

۱۰- پس شرمگاہ امانت ہے، آنکھ امانت ہے، زبان امانت ہے، پیٹ امانت ہے - ہاتھ پاؤں امانت ہیں - ان کو کسی بُری بات میں نہ لگایئے - یہ مذہب ہے قدماء کا -
(تفسیر حقانیؒ)

حاصل کلام انسان کو چاہیئے کہ سب امانتوں کی پوری طرح حفاظت کرے - اور ان کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے ظالم بن کر سعادتِ دارین سے محروم نہ رہ جائے۔

اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (نساء آیت ۵۸)

ترجمہ۔ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو۔

حاصل کلام ہر قسم کی امانتوں کا پورا حق ادا کرو۔

"تنگ دل انسان"

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا

(بنی اسرائیل آیت ۱۰۰)

ترجمہ۔ کہہ دو، اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم انہیں خرچ ہو جانے کے ڈر سے بند ہی رکھتے، اور انسان بڑا تنگ دل ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ــــــ گزشتہ رکوع میں فرمایا تھا۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ الخ

ترجمہ۔ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت سے آپؐ پر بہت بڑا فضل کیا ہے، کہ قرآن جیسی بے مثال دولت عطا فرمائی۔

اور درمیان میں مخالفین کے تعنت و عناد، دور از کار مطالبات، اعراض و تکذیب اور اُن کے نتائج کا ذکر کر کے یہاں پھر اسی پہلے مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی ایک بندہ کو ایسی عظیم الشان رحمت اور عدیم النظیر دولت سے سرفراز فرمانا، اسی جوادِ حقیقی اور وہابِ مطلق کی شان ہو سکتی ہے - جس کے پاس رحمت کے غیر متناہی خزانے ہوں، اور کسی مستحق کو زیادہ سے زیادہ دینے میں نہ اس کو تہیدست رہ جانے کا خوف ہو، نہ اس کا اندیشہ کہ دوسرا ہم سے لے کر کہیں مدِّمقابل نہ بن جائے یا آگے چل کر ہمیں دبا نہ لے۔

خداوند قدوس تھڑدلے انسان کی طرح (العیاذ باللہ) تنگ دل واقع نہیں ہوا۔ جسے اگر فرض کرو خزائن رحمت کا مالک مختار بنا دیا جائے تب بھی اپنی طبیعت سے بخل و تنگ دلی نہ چھوڑے - اور کسی مستحق کو دینے سے اس لئے گھبرائے کہ کہیں سارا خرچ نہ ہو جائے اور میں خالی ہاتھ رہ جاؤں یا جس پر آج خرچ کرتا ہوں کل کو میری ہمسری نہ کرنے لگے بہرحال اگر رحمت الٰہیہ کے خزانے تمہارے قبضہ میں ہوتے تو تم کسی کو دینے والے نہ تھے۔ اور کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ مکہ و طائف کے بڑے متکبر دولت مندوں کو چھوڑ کر وحی و نبوت کی یہ بیش بہا دولت بنی ہاشم کے ایک دُرِ یتیم کو مل جائے - یہ حق تعالےٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی استعداد و قابلیت دیکھی اُس کے مناسب کمالات و انعامات کے خزانے اُنڈیل دیئے۔ تمہارے تعنت و تعصب سے خدا کا فضل رکنے والا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو خزائن آپؐ کے اتباع کو ملنے والے ہیں مل کر رہیں گے - اور پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے پیرو دریادلی سے اُس دولت کو بنی نوع انسان پر خرچ کریں گے - تمہاری طرح تنگ دلی نہیں دکھائیں گے -

حاصل کلام ہمیں آنحضرت صلے اللہ کا پوری طرح اتباع کر کے انعامات الٰہی کا حقدار بننا چاہیئے - اور جب انعامات الٰہی ہمیں میسر ہوں تو انہیں روکنے کی بجائے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرنا چاہیئے۔

کم ہمت انسان

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○ (المعارج آیت ۱۹-۳۵)

ترجمہ۔ بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے - جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اٹھتا ہے - اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے - مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں - اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے سائل اور غیر سائل کے لئے - اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں - اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں - بے شک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے - اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں - مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں سے، سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں - بس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی

لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ انسان بڑا بے صبرا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بڑا شور مچاتا ہے۔ اور جب اسے مال و دولت مل جاتا ہے تو اسے خرچ نہیں کرتا۔ یہ ہمت نہیں پڑتی کہ کسی ضرورت مند کو روپیہ پیسہ دے کر ان کی مدد کرے۔

مگر

جن انسانوں میں مندرجہ ذیل اوصاف ہوتے ہیں وہ کم ہمت نہیں ہوتے۔

بالفاظ دیگر اگر مصائب میں صبر اور تونگری میں اِنفاقِ مال کرنا سیکھنا ہے تو اپنے اندر یہ اوصافِ حمیدہ پیدا کرو۔

(۱) اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے

باقاعدہ سب ارکان بجا لاکر، مسجد میں حاضر ہوکر، پورے سکون، اطمینان، اور خشوع و خضوع کے ساتھ باجماعت ہر نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ مسجد کی حاضری اسلام کا ایک قانون ہے۔ جس میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی کوئی تخصیص نہیں رکھی گئی۔

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز،

(۲) انفاقِ مال

ان کے مال میں ہر محتاج کا حق ہے خواہ محتاج مانگے یا نہ مانگے۔ سوسائٹی کی اقتصادی حالت پر ان کی نگرانی رہتی ہے اپنی ضرورت کے علاوہ جو بچے وہ جہاں ضرورت ہو خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔

(۳) قیامت کے دِن کا یقین رکھنا

وہ یوم حساب کو مانتے ہیں۔ جس دن سب بھلے برے اعمال کا حساب و کتاب ہو گا۔ برے عملوں کی سزا ملے گی —— اور نیک عملوں کی بہترین جزا ملے گی۔ اس خیال سے وہ برائیوں سے رکے رہتے ہیں۔ اور نیکیوں میں لگے رہتے ہیں۔

(۴) رَب کے عذاب کا کھٹکا

وہ اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور اس کے اوامر پر کاربند رہتے ہیں۔ تاکہ عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں۔

(۵) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنا

زنا نہیں کرتے۔ شرعی حدود کے اندر رہ کر صرف اپنی منکوحہ جائز بیبیوں سے جائز طریقہ سے اپنی حاجت پوری کرتے ہیں۔ اس بات کی حفاظت اپنے اوپر واجب جانتے ہیں۔ تاکہ تدبیرِ منزل کا نظام برباد نہ ہو۔ جو قوم اس نظام کو برباد کر دیتی ہے اس کو دنیا میں بڑی تکالیف پیش آتی ہیں۔ آخر میں وہ قوم برباد ہو جاتی ہے۔

(۶) اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنیوالے

مثلاً لین دین کے معاملات میں آپس میں عہد کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ چیز ہم فلاں وقت دے دیں گے۔ مثلاً ایک انسان ایک کتاب کسی سے امانت کے طور لیتا ہے۔ اسے اپنا وعدہ پورا کرنا ہو گا۔ پڑھ کر کتاب وعدہ کے مطابق واپس کرنی ہو گی ــــــ قرضہ لے کر وعدہ کے مطابق ادا کرنا ہو گا۔ جس قوم میں امانت اور عہد کی پابندی نہ ہو وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ ایسی قوم کی کوئی ساکھ نہیں رہتی۔

نیز اللہ تعالےٰ کا عہد الست بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اسے پابندی کے ساتھ نبھانا چاہیئے۔ اور جملہ فرائض عبودیت میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔

آپس میں جو عہد کئے جائیں، اگر شریعت کے دائرے کے اندر ہیں تو، انہیں پورا کرنا چاہیئے۔

خاوند نکاح کے وقت اپنی زوجہ کے ساتھ جو حسنِ معاشرت کا عہد کرتا ہے وہ اسے بھولنا نہ چاہیئے۔

(۷) گواہی پر قائم رہنا

آپس میں بعض ایسے معاملات ہو جاتے ہیں جو عدالت میں پیش ہوتے ہیں، اور ان کا فیصلہ سچی، سیدھی و صاف شہادت پر موقوف ہے۔ یہ لوگ کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ کسی کی حق تلفی ان کا شیوہ نہیں۔ جو سچی بات ان کو معلوم ہے وہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۸) نمازوں کی حفاظت کرنا

نماز کا حکم پھر دہرایا گیا۔ تاکہ ہر انسان نماز کی حفاظت میں لگا رہے۔

ان اوصاف والے انسانوں کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

(باقی)

سلام

سلام اُس پر کہ جو سرکارِ عالم کا نواسہ تھا
سلام اس پر کہ دشتِ نینوا کا جو پیاسا تھا

سلام اُس پر رہا قائم جو تا آخر صداقت پر
سلام اُس ابن حیدرؓ پر سلام اُسکی شجاعت پر

سلام اُس پر نبیؐ کے دوش پر جس نے سواری کی
وہ جسنے خون دیکر کشتِ دیں کی آبیاری کی

سلام اُس پر گلِ سرسبد تھا جو باغِ زہراؓ کا
سلام اُس پر جو مشفق باپ تھا بیمار صغریٰؓ کا

سلام اُس خوبرو اکبرؓ کی رشک آور جوانی پر
سلام اُس نازنیں اصغرؓ کی لٹتی زندگانی پر

سلام اُس نوجواں باطل شکن قاسمؓ کی ہیبت پر
سلام اُس پیکرِ صبر و رضا زینبؓ کی عظمت پر

سلام اُن بازوؤں پر کٹ گئے جو آب کی خاطر
سلام اُس پر رہا پانی اٹھا لانے سے جو قاصر

سلام اُس بیگناہ پر پاؤں میں زنجیر تھی جسکے
نظر میں غمزدہ سادات کی تصویر تھی جسکے

سلام اے کربلا تجھ پر سلام اُن بینواؤں پر
وہ تیری خاک میں مدفون مظلوموں کی آہوں پر

رہے جب تک رخِ ہستی پر یہ دینِ مصطفےٰ باقی!
رہے گا دہر میں نامِ شہیدِ کربلا باقی!!

شائق مظاہری

آئین کمیشن کے سوالات کے جوابات کے لئے

جامع مسجد سجاول (سندھ) میں اجتماع

آئین کمیشن کے سوالات کے جو جوابات نظام العلماء کی طرف سے دیئے گئے ہیں جن پر ملک کے چالیس مقتدر اور مستند علماء کرام کے دستخط ہیں۔ انکی تائید میں نماز جمعہ سے پہلے مندرجہ ذیل مقتدر علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ اور دیئے ہوئے جوابات پر روشنی ڈالی اور اسلامی قانون کے فوائد بیان فرمائے۔

(۱) جناب مولانا نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ سجاول

(۲) جناب مولانا عبدالمتین صاحب ہزاروی شیخ الحدیث مدرسہ ہٰذا

(۳) جناب مولانا حاجی محمود صاحب خطیب جامع مسجد سجاول۔

عوام نے علماء کے چھپے ہوئے فارموں پر دستخط دینے شروع کیے۔ تقریباً ۱۲۰۰ دستخط وہیں وصول ہوئے۔

شہریوں کے تقاضے پر جناب مہتمم صاحب نے ذیل کے شہروں میں مدرس صاحبان منتہی طلبا بھیجے (۱) بوہڑ۔ جمالی۔ جاتی۔ جھڈو رو۔ بنوں۔ ٹھوروارہ ٹھٹھہ۔ ٹنڈو محمد خان۔ حیدرآباد۔ بھینڈو۔ جھنان ڈرو۔ باڑیجہ۔ ٹنڈو عالم خان۔ گجہ شریف۔ بدر دربار میرپور ساکرو۔ بیلہ۔ جیٹی مندر اور دو درجن کے قریب چھوٹے چھوٹے گاؤں

ان صاحبان نے وہاں کے عوام کو اسلامی قانون کے فوائد اور اسکی اہمیت بتائی۔ ہر طرف سے تقاضا کیا گیا کہ چونکہ پاکستان اسلام ہی کے نام پر بنایا گیا ہے۔ اس میں اسلامی قانون رائج کر کے وعدہ وفا کیا جائے۔ ہمیں اسلامی قانون کے سوا کوئی قانون نہیں چاہیئے۔ شہریوں کی کوشش اور محنت سے ۵۲۰۰ فارم چھپائے گئے تھے جنہیں تقریباً ۔۔۔ سہ فارم صدر صاحب آئین کمیشن کو روانہ کیئے گئے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

(مولانا) محمد ہاشم مدرس دارالفیوض الہاشمیہ سجاول نگر ٹھٹھہ (سندھ)

حضرت درخواستی مدظلہ العالی کا مکتوب

(اشاعت نمبر ۱)

تعاونوا علی البر والتقوٰی

برادران ملت اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رسالہ مخزن العلوم اس لیئے جاری کیا گیا تھا تاکہ لوگوں کے دلوں میں رب العزۃ کا جاہ وجلال و جبروت اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور محبت پیدا ہو اور وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے شیدائی ہو جائیں۔ ناولوں اور افسانوں کو چھوڑ کر پیارے رسولؐ کی پیاری باتیں جان ودل سے قبول کرتے ہوئے سچے مسلمان بن جائیں میں مسلمانوں سے عموماً اور اپنی جماعت اور تلامذہ سے خصوصاً کہونگا کہ جہاں بھی ہوں رسالہ مخزن العلوم کیلئے خریدار اور ایجنسیاں پیدا کریں۔ دہریت اور انکار حدیث کے خطرناک سیلاب کا مقابلہ کرتے ہوئے دینی اخبارات ورسائل کی اشاعت کو فروغ دیں۔

احقر الی اللہ محمد عبداللہ درخواستی سرپرست ومہتمم مدرسہ مخزن العلوم خانپور ڈویژن بہاولپور

مولانا سید گل بادشاہ کے والد محترم انتقال فرما گئے

مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر نظام العلماء سرحد کے والد محترم انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے علاقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ تحریک ہجرت، جہاد حضرت ترنگزئی مرحوم اور تحریک آزادی میں انہوں نے بڑا حصہ لیا تھا۔ باوجود ضعیف العمری کے مطالعہ کتب اور تلاوت قرآن ان کا روزمرہ معمول تھا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب کرے اور امیر محترم اور ان کے دیگر پسماندگان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

بچوں کا صفحہ

حقوق العباد

جناب محمد حسام اللہ شریفی جامعہ مدنیہ لاہور

خداوند جلّ و علیٰ نے انسانوں کو مختلف مراتب میں پیدا فرمایا اور ان میں مختلف درجے رکھے کسی کو بیٹا بنایا اور کسی کو باپ، کسی کو ماں اور کسی کو بیٹی۔ جنس ایک ہی ہے یعنی سب انسان، لیکن ان میں آپس میں مختلف درجے رکھے تاکہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں۔ اسی طرح ان میں مختلف لوگوں کے حقوق و فرائض مختلف رکھے گئے۔

یہاں مختصر طور سے یہ بتانا مقصود ہے، کہ والدین کے اولاد پر کیا حقوق ہیں؟ اور اولاد کے والدین پر کیا حقوق ہیں؟ آج کل عام طور سے ان سے بہت بے پروائی برتی جاتی ہے اللہ رب العزّت نے بیان فرما دیا ہے کہ میں اپنے حقوق سے تو درگزر بھی کر دیتا ہوں، لیکن بندوں کے حقوق جب تک وہ آپس میں ہی معاف نہ کروا لیں میں ان کو معاف نہیں کرتا۔

والدین کے اولاد پر کیا حقوق ہیں؟

۱۔ والدین کی تعظیم و تکریم کرے اور ہر معاملے میں ان کا حکم مانے۔ سوائے اس کے کہ وہ احکامِ خدا و رسولؐ کے مخالف حکم دیں۔

۲۔ ان سے اچھے سلوک سے پیش آئے اگر کبھی ان کی طرف سے زیادتی بھی ہو جائے تب بھی ان سے کسی قسم کا برا سلوک نہ کرے۔

۳۔ بوڑھے ہوں تو ان کا خصوصی خیال رکھے چوں کہ بڑھاپے میں ان کا مزاج اکثر تیز ہو جاتا ہے کسی بھی بات کو برداشت نہیں کر سکتے اور ان کے چڑچڑے پن کا کوئی خیال نہ کرے۔

۴۔ اگر ان کو ضرورت ہو تو مال و دولت سے ان کی امداد کرے۔

۵۔ بعد از وفات قرآن مجید پڑھ کر اور صدقاتِ نافلہ کے ذریعے ان کو ثواب پہنچائے اور گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت بھی کرتا رہے۔

۶۔ والدین کے ملنے والوں سے حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔

۷۔ اگر ان کے ذمے کسی قسم کا قرض ہو تو وہ ادا کرے۔

اولاد کے حقوق والدین پر کیا ہیں؟

۱۔ ان کی اچھی طرح پرورش کرے۔

۲۔ علمِ اخلاق اور علمِ دین کی تعلیم کہ اس کے عقائد درست ہوں اور ضروری مسائل معلوم ہوں ضرور دلائے۔

۳۔ پیار و شفقت سے ان کی پرورش کرے۔ اولاد سے پیار و محبت رکھنے کی حدیث شریف میں فضیلت آئی ہے۔

۴۔ لڑکیوں سے تنگ دل نہ ہو کہ یہ شیوہ کفّار ہے۔

۵۔ جب نکاح کے قابل ہو جائیں تو ان کا نکاح کر دیا جائے۔ تاکہ اولاد صالح پیدا ہو ورنہ اگر مرتکبِ گناہ ہو گئے۔ تو والدین سے بھی باز پرس ہوگی۔

۶۔ اگر لڑکی کا پہلا شوہر فوت ہو جائے، تو اس کا نکاح ثانی کر دیا جائے۔ اور اس وقت تک اچھی طرح رکھا جائے۔

اب چند احادیث مقدسہ بھی اس بارے میں سن لیجئے:۔

۱۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہ)

اے اللہ کے رسولؐ میرے گھر والوں میں سے میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ کون حق دار ہے؟ فرمایا تمہاری والدہ، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری والدہ، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری والدہ، عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہارے والد۔

۲۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ (ابن ماجہ عن ابی امامہ)

اے اللہ کے برگزیدہ نبی والدین کا ان کی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تمہاری جنت و دوزخ ہیں (ان کو اگر خوش رکھو گے تو جنت ورنہ جہنم)۔

۳۔ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (بیہقی عن عبداللہ)

اللہ کے ہاں مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے، کہ جو مخلوقِ خدا اور اپنی عیال سے اچھے طریقے سے پیش آتا ہے۔

۴۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَۃٍ مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَہٗ (مسلم عن ابی ہریرہؓ)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے کہ کوئی صدقہ جاریہ کیا ہو یا علم کے ذریعے دوسروں کو نفع پہنچایا ہو یا نیک بخت اولاد ہو کہ جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔

"نصیحت"

ازقلم: زرّین صدیقی کوٹ ادّو

محبّت سے رہنا ہمیں چاہیئے
نفاق و عداوت کو ٹھکرایئے
زمانے کی گردش سے ہٹ کر ذرا
پیامِ اخوّت کو اپنایئے
ہوا و ہوس بھی بُری چیز ہیں
طریقِ عداوت سے بچ جایئے
کہ دو جان ہو اور قالب ہو ایک
وہ پیکرِ اخوّت کا بن جایئے
بُرائی کو اور جھوٹ کو چھوڑیئے
شرافت صداقت کو اپنایئے
بنو نیک ایسے کہ قائل ہو دنیا
بزرگوں کی عزّت کیے جایئے
ڈریں اہلِ باطل سے ہرگز نہ زرّین
مجسّمہ شجاعت کا بن جایئے

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

اقبالؒ

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۱/۷/۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۷۳۰.T.B.C/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپا اور "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع کیا